رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷ — تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) — Registered No L 77

نمبر ۳۸ — قادیان دار الامن و الامان - مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲۳ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ — جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شایع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود و مسیح کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تحریریں شایع کیجاویں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحہ سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شایع ہو جایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے موید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ عہ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شایع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار ڈھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کیلئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدیا کرے اور وہ تقسیم ہو جایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہماری جماعت مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

کوئی زمانہ اور صدی ان عملوں سے خالی نہیں رہا۔ اور نہ یہہ چودھویں صدی خالی ہے۔

غرضکہ بادشاہ محمد صاحب کی تشریف آوری ان مسلمانان رنگون کے لئے ایک بڑی برکت اور عمدہ سبق دینے والی چیز ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دماغ اور قبول کرنے کے لئے دل ہو۔ اور ہمیں کامل امید ہے کہ اس ملک کے مسلمان سب آرڈینیٹ اس برکت سے فائدہ اٹھانا ضرور اسکی قدردانی کرینگے۔ اور اگرچہ یہہ اتفاق بھی ایک قابل فخر ہے جس کے شایع کر دینے کی ضرورت ہمیں محسوس ہوئی ہے۔ مگر ساتھ ہی ہم احباب کو کھول دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ان صاحبوں کو اپنی ترقیات کی حد یہیں تک جان کر اور صرف اس دینی میل جول اور آؤ بھگت کو ہی فخر اسلام سمجھکر نہیں بس کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے اتفاق ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دوسری قوموں میں بھی موجود ہیں۔ بلکہ ایسی نظیریں اس سے بھی بڑھکر ہیں۔ اور محض ترقی جاہ و منزلت کبھی کسی دانشمند کی نظر میں قابل عزت نہیں ہوا کرتی۔ جب تک اُس کا ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں ہوتا۔ اگر صرف حصول دنیا کے لئے آپس میں ایسے ہی پل بیٹھنا جیسے کہ مردار پر بہت سارے گدھ جمع ہو جایا کرتے ہیں کسی مذہب یا قوم کا فخر ہوتا ہو تو پھر آجکل اس میں عیسائی اور یہودی کچھ کم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے مخاطب اصحاب میں سے کوئی بھی ایسے نہیں ہیں جو ان کی دولتمندی کی وجہ سے یا ان کی خشک قومی ہمدردی کے خیال سے اُن کے باطل اصولوں کو سچے تسلیم کر لیتے ہوں۔ اور حقیقت میں وہ خود نہیں تسلیم کرتے تو اس امر کو ہم کو زیادہ واضح کر کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ جسکو ادنیٰ سی عقل ہو وہ بھی جان سکتا ہے کہ جب میری اپنی رائے میں ہی دوسری اقوام غیر از اسلام صرف دولتمندی اور جاہ کے لحاظ سے اپنے مذہب پر فخر کرنیکی مستحق نہیں ہیں جب تک کہ اپنے مذہب کی تعلیم کو وہ راستی اور پاکیزگی پر مبنی علمی اور عملی حالت میں نہ ثابت کریں۔

تو ایسا نادان وہ کب ہوگا کہ اپنی ہمت اور طاقت کو صرف حصول دنیا اور عروج جاہ میں رات دن صرف کر دینا ہی فخر اسلام جانتا ہو۔ دنیا کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف حکمران ہر ولایت میں گزرے۔ کسی نے ظلم سے اپنی سلطنت بڑھائی۔ اور کسی نے خلق اللہ کی حقیقی خدمتگزاری سے۔ اور اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو حکمرانی کے صراط مستقیم دکھانے میں پیچھے رہ گیا ہو۔ اور اگرچہ بمقابل بعض دوسری سلطنتوں کے اہل اسلام کو بھی ایک بڑی وسعت حکمرانی کی نصیب ہوئی۔ مگر اس پہلو میں جو نمونہ قابل فخر اہل اسلام کے خلفائے راشدین نے دکھلایا ہم اسکی نظیریں دوسری قوموں میں کم لینگی۔ مثلاً خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باوجود بادشاہ ہونے کے پھر اپنا گذارہ اینٹیں تھاپ کر کرنا اور — (باقی آئندہ)

مرزا صاحب کے اعلان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء

ایک پرغور نظر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

گذشتہ اشاعت الحکم میں ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب چیف آف قادیان کے اوس گرانقدر اعلان کو جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو جناب ممدوح کی طرف سے شایع کیا گیا ہے درج کر چکے ہیں۔ اوس پر ہم کو کسی قسم کے ریمارک کرنیکی ضرورت نہ تھی کیونکہ اعلان مذکور کی اشاعت کی غرض اون آئے دن کے جھگڑوں کا انفصال ہے جو عام لوگوں کی نظر میں ایک طرف مذہبی حیثیت سے اور گورنمنٹ کے سامنے پولیٹیکل حیثیت سے دکھائے جاتے ہیں اور مس ریپریزینٹ کر کے کوشش کی جاتی رہی ہے کہ عوام اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک ایسے شخص کی نسبت برے خیال پیدا کر کے اوسکا موقع دیا جاوے جو اپنی بے لوث زندگی میں ایک پہلو سے اور اپنے وفادار اور فرمانبردار اور گورنمنٹ عالیہ کے معتمد اور محمد خاندان کا چیف ممبر ہونیکی حیثیت میں دوسرے پہلو سے ممتاز ہے۔ اعلان مذکور کی اشاعت میں یہ امر ہی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اوس خوفناک تحریک کو بند کیا جاوے جسپر بارہا ہم کو بذریعہ اخبار اور اکثر معززین کو بذریعہ میموریل خاص گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانی پڑی ہے۔ چنانچہ جعفر زٹلی لاہوری کے اشتہارات اور ضمیمہ اور اشاعۃ السنہ کے رسالے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اوسکی طرز بیان کس قسم کا ہے۔ ہم پبلک سے نہیں گورنمنٹ ہی کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اوسکی نظر سے بھی وہ رسایل اور اشتہارات گذرے ہونگے جو مندرجہ بالا اشخاص کی طرف سے شایع ہوئے ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے وہ اشتہار ہی شاہد ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان مورخہ ۲۱ نومبر کے ہمراہ شایع کیا گیا۔

چونکہ اکثر اخبارات و اشتہارات میں اون لوگوں نے جنکے سرغنہ محمد حسین بٹالوی ہیں اور جنکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے ایک وقت میں ایک ذمہ دار اور سپرنٹنڈنٹ یعنے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی رائے دربارہ اوس خیال کے جو محمد حسین کو مرزا صاحب سے ہے یہ ہے کہ

I consider sufficient
e idence has been
-garding the hostility of the
v itness to the Mirza etc.

یعنے میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی کافی شہادت لکھی جا چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اکثر مضامین ایسے طور پر شایع کئے جاتے ہیں جس سے گورنمنٹ عالیہ کو دکھایا جاوے کہ گویا کوئی امر خطیر و مہم عظیم ہے۔ لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس اشتہار پر چند ریمارک کریں۔

اولاً۔ اشتہار مذکور کی اشاعت سے بجز منشا مندرجہ بالا غرض کے اور کوئی غرض مقصود نہیں بلکہ جناب مرزا صاحب نے مذہبی مناظرات کے متعلق عام امن اور صلحکاری کے پھیلانے کیلئے مناسب تجاویز بغرض غور گورنمنٹ عالیہ بذریعہ ایک خاص میموریل ہی پیش کی ہیں جو ہمارے ان کالموں میں ہی شایع ہو چکا ہے اور گورنمنٹ کے ہر معزز رکن کو معلوم ہے۔

ثانیاً۔ مرزا صاحب ممدوح نے خاص طور پر کسی شخص کے متعلق یہ اعلان نہیں دیا جس سے سمجھا جاوے کہ کسی دل آزاری کے خیال سے شایع کیا گیا ہے۔ بلکہ اوس میں عام طور پر مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ۱۳ ماہ کے اندر یعنے ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصل فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اون نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میری ذلیل کرنے کیلئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا کر اور ضربت علیھم الذلۃ کا مصداق کر آمین ثم آمین۔ اب اسمیں ہر دو فریق کیلئے واقعی اور سچی ذلت کی دعا خدا ہی سے مانگی گئی ہے۔ نہ مرزا صاحب نے اپنے آپ کو باہر رکھا ہے نہ اونکو دونو فریق خدائی فیصلے کے نیچے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اوسی اشتہار کے صفحہ ۳ کی چوتھی پانچویں چھٹی سطر میں صراحت کر دی ہے۔

رابعاً۔ اون الہامات میں (جو جناب مرزا صاحب کو اپنی اس دعا کے بعد ہوئے) ذلت اور خواری کا ذکر ہے اور مرزا صاحب کی دعا میں دنیا میں رسوا کر موجود ہے جو خاص غور طلب ہیں بلکہ جزاء سیئۃ بمثلھا و ترھقھم ذلۃ کے الہام اس امر کی اور بھی صراحت کرتے ہیں کہ وہ جناب مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں سوچتے ہیں اوسی رنگ میں وہ ذلیل ہونگے۔ کیا محمد حسین یا جعفر زٹلی وغیرہ ہم کو بتلا سکتے ہیں؟ اور وہ اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے قتل کے درپے ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی ایسا نہیں کہہ سکتے پھر وہ کیوں سیئۃ بمثلھا پر غور نہیں کرتے

خامساً و آخراً۔ ہم گورنمنٹ عالیہ کی توجہ موجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں

یہ اشتہار جو گورنمنٹ کو اوس پر حیثیت اپنی عہدہ دار اور ملازم ہونے کے ہے اس امر کی خاص طور پر سفارش کرتا ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارا اون حقوق کی خود نگہداشت کرے جو غیر کار مخالف حملہ کرنا چاہتے ہیں — اور اپنی عداوتوں سے گورنمنٹ کو بے معنی جھمیلوں میں [illegible]

بسم اللہ
شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر
اظہار بشارت
معیار صداقت
نام مرض
جس کے اولاد نہ ہو۔
جس کی اولاد چھوٹی مرجاوے۔
جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو۔
کزوری۔
مرگی۔
تپ دق۔
ضعف جگر۔
قولنج دوری۔
سوزاک۔
سرعت۔
جریان۔
غلط کاری۔
سفیدی آنکھ۔
ضعف بصر۔
سبل۔
لقوہ۔
بھگندر۔
ناسور۔
بواسیر خونی وبادی۔
ضیق النفس۔
آتشک۔
خضاب سالانہ۔
نزلہ وزکام۔
ضعف ہضم۔
المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوہوں

معزز انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پڑوال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ ۱۰ روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ۸ - خالص ممیرہ فی ماشہ ... روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ... خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کی اشتہار دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور** ۔

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیری کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے تجربہ کی بیش قیمت طور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں کہ ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے وہاں ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے ممیرے کا سرمہ ضروری مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم ساگلے صاحب بہادر ایم - بی - ایم - ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ ولایت انگلستان امرتسر ۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں جو ڈاکٹر میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اس کا تجربہ اپنی ایک مریضہ علاج مسماۃ ... بعمر ۲۵ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں میں خرد دانے نکلے ہوئے تھے اور بڑے ... آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں کثرت سے ... نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آگیا تھا کہ ... اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکور سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم - شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی معراج دین کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گزاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ ہر وقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیری کے سرمہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیری کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر ... سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ ڈاکٹر کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی ہماری چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیجدیں -

دستخط سردار صالح محمد خان درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خانصاحب مرحوم والی ملک ترکستان ۔

۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء کو جمع کیا گیا ہے ۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا ۔

صحت جسمانی کے طلبگار دوا اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!
سچائی کا فیصلہ
نوٹ
نوٹ
درخواست کنندہ کو لازم ہو کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے
خاص نسخہ نوٹ
دوائی ہاضمہ
خارش کی حلمی دوائی
اعجاز مسیحی
دوائی آتشک
سرمہ سلیمانی
سفوف و مرہم آتشک
عصائے پیری
دوائی وجع المفاصل
تریاق سوزاک
جادو کی گولی
نوٹ
حبوب بواسیر
لگانیکی دوائی بواسیر
دوائی درد سر
قیمت تین روپے
المشتہر خاکسار غلام احمد بکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت عزیزی اخویم خانصاحب محمد علیخان صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت و انشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی کسیقدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپکو بہت انتظار میں رکھوں۔ اسلئے بلحاظ اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اُسکو قال اللہ و قال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلشانہٗ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے

(۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم رسول برحق۔ اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی۔ اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئینگے اُن کا شمار خاص اللہ جلشانہٗ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت حقہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسیکو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلعم جمیع فضایل و کمالات میں بیمثل نہیں کہہ سکتے۔ اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمتگذاری میں آیندہ اُس سے بہتر پیدا ہو۔ ہاں جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ بیمثل ٹھہر سکتے ہیں۔ جیسے صحابہ اور اہلبیت کی یہہ فضیلت جو انہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا۔ اور اُس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی۔ اور جو اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر اُن کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا۔ اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پھیلایا۔ اور کفر کے زور کو مٹایا۔ اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کرکے تمام ملکوں میں رواج دیا اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مُہریں کر کے اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ بلاشبہہ اُن کی اس فضیلت کو بعد میں آنیوالے نہیں پا سکتے وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ مگر اسکے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی ارض اللہ اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے اور اب بھی خدا تعالےٰ کے انعام و اکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تہیں۔ کمالات نبوت و رسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ جسقدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پرتوہ نور کا پڑیگا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے۔ مگر جو لوگ امامت و خلافت و صدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر اُن کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کو دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رو سے انسان کی بہاری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو۔ غور سے پڑھنا چاہئیے اس آیتہ کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ٭ دوسرے یہہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوی القربیٰ میں بھی ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں۔ وقال اللہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف ابتک ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے۔ اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اُسکو غار میں لیکر ابتک چھپا بیٹھا ہے یہہ اُن لوگوں کا بہتان ہے جن کو خدا تعالےٰ کا خوف نہیں چوتھے یہہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذو النورین عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تہا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیتہ کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔ بلاشبہہ یہہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اُسیقدر محبت اور عشق پیدا کرینگے جس قدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر ہم ایک ذرا بھی کمالات ایمانیہ میں انکو کم سمجھینگے تو وہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی۔ یہی وجہہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکھتے ہیں۔ اور اُسکو بصد محبت حفظ کر لیتے ہیں۔ یہہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجہے تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکھہ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا۔ مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اسی ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی حافظ ہیں؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بھی بمشکل ہے۔ اسکا کیا سبب ہے یہی ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظر تخفیف دیکھنا یہ سراسر ایمان کا گھاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ پانچویں بیعت کے لئے یہہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہہ تمام عقاید کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہہ اُسکی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طریق ناانصافی کا چھوڑ دیوے۔ جو شخص عمداً ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ دراصل حقیقت بیعت سے غافل ہے۔ ہم اس مسافرخانہ میں صرف تھوڑے عرصہ کے لئے آئے ہیں۔ اور اسغرض سے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اُس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہہ دیکھہ لینا چاہئیے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم اور زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کی ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اور اُس رفاقت اور اُس ایمان کی راہ میں کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں۔ اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بیدخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے۔ اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا۔ اُن کی شان کو جیسا کہ چاہئیے نہ سمجہنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں۔ ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اُسکے حسن خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ مستمرہ کی رو سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اسقدر ہے کہ ایک نابکار دنیا دار کے ہاتھہ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہہ سے شہید ہوگئے۔ مگر یہہ ایک شخصی ابتلاء ہے جو اُنہیں پیش آگیا۔ اگر اسکو حضرت صدیق اکبر کی اُن جانفشانیوں کے ساتھہ جانچا جائے جو اُنہوں نے تمام عمر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تہی۔ تو کیا ایک شخصی ابتلاء کو اُس سے کچھہ نسبت ہوسکتی ہے۔ اللہ جلشانہٗ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلیٰ درجہ کا وفادار ہے اور خدمتگذاری اختیار کریگا۔ وہی اُسکا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں ہے۔ البتہ نواسے زندہ

رکھتے ہیں جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری نبیوں کی اولاد سو خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کے مدارج اُن کے اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ مخواہ کا رشتہ کچھ چیز نہیں جانا جاتا جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت رکھتا ہے اُسکو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اُسنے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے۔ ناحق فضیلت اُسکو نہ دیوے۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاصکر کے ذرا سے رشتہ سے جو نواسا ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم کا باپ۔ پس کیا یہہ رشتہ اُنہیں کچھ کام آیا؟ پس یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہلبیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بیشک امام حسن وحسین اُن لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اُن کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا۔ نہ اسکی وجہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے۔ نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا خلقت کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی وفاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات تنزل میں ہیں۔ اُن بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قایم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کیئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص اُن کے احسانات کا منکر ہو وہ خدا تعالیٰ کا کافر نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کیئے جائیں تو ہرگز راستی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں سراسر غلط ہے تمام صحابہ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شامل ہے۔ صدیق اکبر۔ اور عمر فاروق کے حق میں اسقدر پُر تعریف کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا اُن دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کچھ چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں سچے مومنوں کی تعریفیں ہیں۔ اور اسی بات کا فیصلہ کہ اُنمیں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ اُن بزرگواروں کی خدمات سے کرنا چاہیئے کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔

اب حاصل کلام یہہ ہے کہ بیعت کے لئے یہہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی وفعلی واعتقادی ناانصافی سے بکلّی دست بردار ہو جاوے۔ کیونکہ بیعت راہ راست حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اُسی راہ پر قایم رہنا ہے کہ جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے ؎

ہر کجا شمع ہدایت یافتی پروانہ باش!

گر خردمندی پئے راہ ہدا دیوانہ باش!

(۴) اگرچہ ہاتہہ چھوڑ کر نماز پڑہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ کھڑا ہونا قانون فطرت کی رُو سے بھی بندگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہاتہہ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتہہ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسنون وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اسقدر اختلاف بیعت کا کچھ حرج نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اسکا نام ونشان نہیں

(۵) یہہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ نشانوں کے چاہنے والے دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن۔ یعنے جب کوئی انسان کسی مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی ومحبت اختیار کرے یہاں تک کہ اُس کی راہ میں قربان ہو جانے اور اُسکے خاکپائے ہو جائے۔ تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا تکمیل مدارج ایمان کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے۔ اور اُسکی برکت اور صحبت سے جذبات نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں اور ذوق ومحبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نشانوں کے ذریعہ سے آسپر ظاہر کرتا جاتا ہے کہ یہہ شخص محبوبان اور مقبولان آلہی میں سے ہے۔ اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے۔ کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادات پہنچ جائے تو اُسکا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہہ اعتراض کیا جائے کہ بیشتر آزمایش صدق کے اور محققین حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسیکو کافر اور کسیکو بیدین کہدیتے ہیں۔ اور محققین اُسکی ذرا پروا نہیں کرتے اگر ہم صدیقی اور فاروقی خدمات کو جو اپنی زندگی میں اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت کی وجہہ سے کربلا کے میدان میں روکے گئے اور شہید کئے گئے کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیادار کے ہاتہہ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ مگر اعتراض تو یہہ ہے کہ وہ اپنے باپ بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق آدمیوں کے ہاتہہ پر جو یزید اُن کے مرتد سے بدتر تھے۔ اور بقول اُن کے صرف معمولی بادشاہوں میں سے تھے بیعت کرلی۔ اور بیٹے نے مثلاً اپنے باپ کے طریق پر اعراض کرکے ایک فاسق کی بیعت ہی نہیں کی۔ اور انکار ہی میں جان دی بہرحال یہہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آیا۔ اور بڑا بھاری ذخیرہ اُن کے درجہ کا صرف یہی ایک حادثہ ہے جس کو محض غلو اور ناانصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو سونے کی طرح دنیا میں کام کر گئے۔ اور ہر میدان میں جان فدا کرنے کے لئے حاضر ہوئے اُن سے بمقابل آپکے لاپرواہی تو آپکا طریق ہے۔ یہہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دارالعمل ہے۔ اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملینگے۔ پس جس کے دل میں امام حسن وحسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے۔ اُسکو چاہیئے کہ اُنکی خدمات شایستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر اُن کی خدمات کا پلّہ بھاری ہے تو بلاشبہہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہرینگے۔ ورنہ ہم اس بات کے تو قایل نہیں ہو سکتے کہ خواہ مخواہ کسیکو افضل ٹھہرایا جاوے۔ اور یہہ خیال کرنا کہ اُن کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے۔ یہہ خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی بیان کرچکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں۔ ایک ذرا سا رشتہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اور نواسے بھی کئی تھے۔ تو کس کس کی ہم پرستش کریں۔ یہہ آیتہ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ان اکرمکم عند الله اتقاکم۔ جسمیں اللہ جلشانہ نے کہول دیا ہے کہ اُس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے۔ بعض لوگوں پر یہہ بھی دہوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کردیا کرتے ہیں یعنے کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ فرمایا ہے۔ اور امام حسین کے حق میں یہہ فرمایا ہے۔ مگر یہہ خیال کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت ومحبت کسیکی نسبت پیدا کی جائے اسکا جواب یہہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمایش نہیں ہو سکتی۔ مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر قراین سے بہ تکلف ارادتمندوں کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ پھر عنایت آلہی سے مشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر بقدر انزل کے اُنہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں۔ اور غایت درجہ کے دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اُسکی وجہہ یہہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اُسکے درپئے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت آلہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ من عادی لی ولیاً فقد اٰذنته للحرب۔ اسلئے یہہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جسکو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچۂ اطفال نہیں ہے کہ خواہ مخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائے۔ اللہ جلشانہ اور اُس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپروا ہیں۔ اور خواہ مخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی اُن کی عادت نہیں۔ اگرچہ اولیائے اللہ پر کرامات آلہی بارش کیطرح برستی ہیں۔ لیکن غیر جبتک کہ پورا دوست

یا پورا دشمن ہو۔ ان انوار کے مشاہدات سے بانصیب رہتا ہے۔
اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہارات کرامت نمائی کے لئے شایع کیا تھا۔ اور شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اُسکا ہرجہ دیا جائیگا۔ اس اشتہار سے اللہ جلشانہ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے وہی شخص اگر ایک سال تک بیٹھیگا جو تمہارا دشمن ہوگا۔

(۹) اسمیں شک نہیں ہے۔ اور خدا تعالٰے خوب جانتا ہے کہ یہہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بھی دیکھیں۔ لیکن خدا تعالٰے اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا۔ دوست کامل بننا چاہیئے یا دشمن کامل۔ تا آسمانی نشان ظاہر ہوں۔ ہاں ایک طریق ہے۔ اور اُس کو آپ بجا لا سکتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ آپ کا اتنا عقیدہ یہہ ہے کہ بارہ اماموں کو جسقدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔ غایت درجہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں۔ اور اس عاجز کا عقیدہ ہے کہ ... درجہ کے مقابل بارہ امام کچھہ بھی چیز نہیں۔ بلکہ اصحاب کبار کی محبت اُن کا فخر اور اُنکی ترقی ایمانی کا موجب ہے۔ قرآن شریف میں ابوبکر صدیق کا صریح طور پر کسی اہلبیت کا ذکر نہیں۔ اور یہہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر اہلبیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں ہمثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں اور ہے شکر کے ارادہ سے اسبات کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ اُن اماموں کے درجہ کے موافق ایک میں بھی ہوں۔ اور اُس سے زیادہ بھی بہ تفہیم انعامات الٰہی ہیں جنکو آپ سمجھہ نہیں سکتے۔ اور نہ اس زمانہ کی خلقت سمجھہ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں راستی پر نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلشانہ اُن کی پردہ دری کریگا۔ اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ انوار دکھلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادم بندوں کے لئے دکھلاتا رہا ہے۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ پر بٹھاویں اور مقابلہ کرا دیں تا ع

تا سیہ رو شود ہر کہ درو غش باشد

(۱۰) موافق شرائط مطبوعہ کی تحریری بیعت بھی ہو سکتی ہے اگر خدا تعالٰی کی طرف سے وقت شفا میسر آیا تو انشاء اللہ آپ سب صاحبان کے لئے دعا کرونگا والسلام علی من اتبع الھدٰی۔ یہہ چند سطریں محض نصیحت کی راہ سے لکھی گئیں ہیں ؎

گر نیاید بگوش رغبت کس ✤ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

قرآن کریم

پر

لطیف نوٹ

(نمبر چہاردہم)

سُورۃ البقر۔ بقیہ رکوع (۳) ✤

پچھلے نمبر میں ہم نے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پر اُن خیالات کو مدنظر رکھکر بحث کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا جو بعض لوگ اپنے تصور فہم سے مسئلہ تقدیر کو زیر نظر رکھکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس حال میں اللہ تعالٰی ہی گمراہ کرتا ہے یا ہدایت دیتا ہے تو گمراہ شدہ لوگوں کا کیا قصور ہے؟

مسئلہ تقدیر پر ضمناً گفتگو اصل یوں ہے کہ اس آیت شریف پر اعتراض کرنے والے کے لئے تو اسی مقام پر جواب موجود ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین الے الآیۃ۔
اور کسیقدر وضاحت ہم اس آیۃ شریف کے ترجمہ میں کر دکھائینگے رہا مسئلہ تقدیر جسکے مسلمان قایل ہیں۔ اور ہمارے خیال میں ہر ایک دانشمند کو جسکا معترف ہونا چاہیئے اُسکی اصل یوں ہے کہ تقدیر کے معنے لغت عرب اور محاورہ قرآن میں کسی چیز کے اندازہ کرنے اور مقدار ٹھہرانے کے ہیں۔ جیسے فرمایا۔ وخلق کل شئ فقدرہٗ تقدیرا۔ اور یہہ بات بھی صاف اور واضح ہے کہ موجودات عالم میں ہر ایک چیز ایک فطرت رکھتی ہے۔ اور اُس فطرت کے موافق افعال اور آثار سرزد ہوتے ہیں۔ اُسکے خلاف ظہور میں نہیں آسکتا بس مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے میں اسلام نے صرف اس مبارک اصول کو بیان کیا ہے کہ انسان بُرے کاموں کو چھوڑ کر آرام و آسودگی پیدا کرنے والے امور کی طرف متوجہ ہو۔

اب ہم کو کوئی بتلائے کہ اس اصول میں بجز خدا تعالٰی کی صفات کاملہ کے اظہار اور انسان کی بھلائی کے طرق کے بیان کرنیکے اور کیا مدنظر ہے؟ اب ہم اصول تقدیر کے بیان کے بعد چاہتے ہیں کہ اصلی سلسلہ پر گفتگو کریں۔

یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا ضلال کے معنے قرآن کریم میں مختلف آئے ہیں۔ الضلال۔ الھلاک۔ الابطال۔ ...... الامتحان۔ الاخذال وغیرہ۔
ضلال کے معنے وہ نتیجہ بدہی ہے جو بعد ضلالت مترتب ہوتا ہے۔ اور قریباً مندرجہ بالا معانی میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔
ہدی جو ہدایت سے ہے وہ عموماً مندرجہ ذیل معانی میں آتا ہے
ممدو رانی فطرتی کو بھی ہدایت کہتے ہیں اور توفیق اعمال حسنہ کا نام بھی ہدایت ہے۔ اور اسلام کی طرف بلانے اور دعوت کرنیکا نام بھی ہدایت ہی ہے۔ بیان اور حکم کے معنوں میں بھی آیا ہے۔ اور جنت کو جلدی پہنچا دینے کا نام بھی ہدایت ہے۔

اب یہہ امر صاف اور واضح ہے کہ یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا سے کیا مطلب ہے۔ اگر اسکو زمان آیندہ کے لئے بیان کیا جاوے تو اور بھی صراحت سے مفہوم سمجھہ میں آسکتا ہے جیسا کہ ہمنے نمبر سیزدہم میں بیان کیا ہے۔ یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو کفار پر بڑے دن آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور یہہ ہلاکت اور یہہ تباہی فاسقوں ہی کے لئے ہے جو خود اُن کے اپنے ہی ہاتھوں سے اُنپر آنے والی ہے۔ فاسق کون ہے؟ جو لوگ اللہ تعالٰی کی شریعت اور احکام کو اُن کے مستحکم ہونے کے بعد توڑتے ہیں۔

عھد اللہ عہد اللہ سے مراد احکام اللہ ہے۔ اور یہہ لفظ فطرت صحیحہ۔ عقل سلیم اور کتب الٰہیہ پر بھی بولا جاتا ہے

میثاقہ میں جو ضمیر ہے اُس کا مرجع عہد اللہ ہے۔ اس میثاق سے مراد وہ میثاق بھی ہے جو اہل کتاب سے لیا گیا تھا۔ جسکو دوسرے مقام پر اللہ تعالٰے نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل الے الآیہ۔

الغرض اس آیت میں یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ باوصفیکہ اللہ تعالٰے کے ساتھہ اُنہوں نے عہد کیا۔ باوجودیکہ خود اُنکی فطرت سلیمہ اوامر و نواہی الٰہیہ کی فعل اور ترک فعل کی ہدایت کرتی ہے۔ پھر بھی جو اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو بتلاؤ کہ اُسکا نتیجہ ہلاکت اور ذلت نہو تو کیا ہو؟

یعنے جو لوگ اپنی قواعد فطرت کی خلاف شرایع الٰہیہ کے خلاف کرتے اور اُن کو توڑتے ہیں اور اُن کے خلاف کرتے ہیں اور جن سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالٰے نے حکم دیا ہے اُن سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

امر اللہ سے مراد جملہ احکام الٰہی اور تمام مامورین اللہ اور صلحاء اور علی الخصوص سید الاصفیاء خیر الاتقیاء جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں یعنے اللہ تعالٰی کی راہ سے روکتے ہیں اور فتنہ پردازیاں کرتے ہیں۔ پس یہی امور ہیں جو موجب خسارہ ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

اب ہم نہیں سمجھتے کہ اس آیت میں کیا مشکل رہجاتی ہے ہر ایک فعل پر ایک ایک نتیجہ مرتب ہوتا گیا ہے۔ فاسق یا خاسر ہونیکے اول عہد اللہ کو توڑا۔ تو پھر یہہ نتیجہ ہوا کہ مامورین سے بیجا دشمنی پیدا ہوئی۔ اور اُن سے قطع تعلق کیا۔ پھر فساد اور شر پیدا ہوا کیونکہ اپنی بات کی پاسداری کے لئے کہیں جوڑ توڑ کرنے پڑے یہانتک کہ خسران تک نوبت پہنچ گئی۔۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم۔ الی الآیہ

اللہ تعالیٰ کا کیونکر انکار کرتے ہو: تم کو نابود سے بود کیا۔ پھر تمکو موت دیگا۔ پھر زندہ کریگا آخر وہی مرجع اور مآب ہی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر پھر ایک لطیف دلیل دیہے کیف تعجب کے طور پر آیا ہے۔

حیواۃ سند رجہ ذیل معنوں میں آتا ہے (۱) قوت نامیہ جسکے ذریعے سے نباتات اور جاندار بڑہتے ہیں۔ (۲) قوت حاسہ (۳) قوت عاقلہ (۴) غم وہم کا دور کرنا۔ (۵) حیات جاودانی۔ (۶) رزق حلال۔ اور جنت الخلد وغیرہ۔

اموت کا اطلاق حیات کے بالمقابل معنوں پر ہوتا ہے یعنے جیسی حیات مذکور ہو بالمقابل ویسی ہی موت ماننی پڑیگی۔

موت بمعنے جنگ بہی آیا ہے چنانچہ لقد کنتم عنوان الموت من قبل ان تلقوہ میں موت سے مراد جنگ ہی ہے۔ یعنے کیا اُس خدا کا تم انکار کرسکتے ہو جس نے تم کو نطفہ کی حالت میں جب مردہ تھے۔ پہر زندہ کیا۔ جاہل تھے۔ عالم بنایا۔ اور پہر مر کر حشر میں اُٹھوگے۔

اور پہر اسکو موکد کرکے یوں فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے جو کچہہ زمین ہے سب کو پیدا کیا۔ اور پہر ہر چیز سے ہم فائدہ اُٹہاتے ہیں۔ پس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مفید انسان نہو۔

معجزات مسیح پر ایک نظر

بعض نادان کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے پرندے بنا کر اُڑایا کرتے تہے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچہہ زمین میں ہے (اور دیگر مقام میں فرمایا ہے خالق کل شئی) یہہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پہر وہ نئی زمین۔ نیا آسمان کونسا ہے جہاں مسیح کے بنائے ہوئے پرند موجود ہیں۔ سوچو۔ اور غور کرو!

ثم استویٰ الی السماء فسوٰھن سبع سموات

اس آیت پر دو اعتراض کئے گئے ہیں اول تو یہہ کہ آسمان نفس الامر میں کوئی وجود بہی رکہتا ہے یا نہیں۔ اور دوم یہہ کہ وہ واقعہ میں سات ہی ہیں امر اول کا جواب ہم اسی رکوع کے شروع میں کسیقدر وضاحت سے لکہہ آئے ہیں۔ اسلیئے یہاں اُسکے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

سبع سموات کا ثبوت

(۱) دیکہو زمین کی ہوا سے ذرا اوپر کی ہوا لطیف ہے اور اسیطرح نسبتاً لطیف ہوتی جاتی ہے۔ پہر اگر اسی طرح آسمان کے طبقے ہوں تو کیا حرج لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے نوعیت وجود آسمان کی کہیں تشریح نہیں کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقات سماویہ کے اقسام سات ہی ہیں۔ آخر ۱۸۹۰ء تک کی اسٹرانومی کی تحقیقات سے پتہ لگا ہے کہ ستارے چہہ قسم کے ہیں۔ پس یہہ سارا نظام ایک نقطہ موہومہ کی طرف جارہا ہی۔ اور اُس سمیت سات اقسام ثابت ہوئے۔

(۳) امور معاد کے متعلق بہی سات آسمان ایک اور رنگ میں نظر آتی ہیں (۱) عالم انسانی۔ (۲) عالم رویا یا مثال۔ (۳) عالم ارواح۔ (۴) عالم برزخ۔ (۵) عالم محشر (۶) عالم دوزخ (۷) عالم جنت۔

(۴) جغرافیکل تحقیقات سے بہی سات ہی آسمانوں کا پتہ لگتا ہے کیونکہ سات سمندر قرار دئے گئے ہیں۔ اور زمین کو بہی سات ہی ٹکڑوں میں منقسم مانا ہے۔

(۵) ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم نے ہفت آسمان کی ایک اور سچی فلاسفی خود قرآن کریم کے مختلف مقامات میں موجود ہی ثابت کی ہے۔ جس کو ہم **تصدیق براہین احمدیہ** سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

زمین سے لیکر جہانتک فوق میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اُس مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر منقسم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے اُن کا بیان آیات ذیل میں درج ہے۔

اول وہ مقام جسمیں ہماری لیئے کہانے کا سامان رکہا ہے جیسے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

دوم وہ مقام جسکے اندر جانور اُڑتے ہیں جیسے فرمایا اولم یروا الی الطیر صافات فی السماء۔

سوم وہ مقام جسمیں اولے بنتے ہیں اور کہیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

چہارم وہ مقام جس میں سے مینہہ آتا ہے جیسے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً (الی الآیہ)

پنجم وہ مقام جسمیں ستارے اور نیازک گرتے ہیں جیسے فرمایا۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح (الی الآیہ)

ششم وہ مقام جسمیں ستارے ہیں جیسے فرمایا۔ وجعلنا فی السماء بروجاً وزینٰھا للنٰظرین۔

ہفتم وہ حصہ جو ان سب سے اوپر ہے۔ ان مشہود ستاروں سے اوپر بہی کوئی مقام ہے۔ جیسے فرمایا وجنۃ عرضھا السموٰت والارض اعدت للمتقین۔ غرض یہہ تقسیم ہے سبع سموات کی جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ اب کوئی بتلائے اسمیں کیا حرج لازم آتا ہے

وھو بکل شیء علیم

اور وہ اللہ ہر چیز کا علم کامل رکہتا ہے۔ یہاں صفت علیم کے بیان کرنے سے یہہ سر معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ھو الذی خلق لکم میں جو خلق اپنا ایک فعل قرار دیا ہے اُسکو لفظ علیم کے کہنے سے ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک مسلم بات ہی کہ علم کامل کسی شئے کا اُس کے خلق پر قادر کردیتا ہے یا یہہ کہو کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے خالق ہی اُسکا عالم کل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کا علم کامل رکہتا ہے لہذا وہ خالق ہے۔

آریہ غور کریں۔

وہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اسمقام پر قرآن کریم کی خوبیوں کو بنظر انصاف دیکہیں اور اپنے مسلمہ عقاید کی پڑتال کریں کہ وہ کہاں تک اللہ کریم کی صفات کو قایم رکہتے ہیں۔ مادہ اور روح اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہیں (جیسا کہ آریہ مانتے ہیں) تو وہ ہم کو کوئی ایسی دلیل بتلائیں جس سے اللہ تعالیٰ کا علیم ہونا ثابت ہو۔ ھو بکل شیء علیم کہکر آریوں کے اس غلط اعتقاد کی کامل تردید فرمائی ہے۔ اور یہہ احسان عظیم قرآن کریم ہی کا ہے کہ وہ ہر غلط راہ سے بچاتا ہے بشرطیکہ کوئی اُس سے فائدہ اُٹہانا چاہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو اپنی کلام پاک کی سمجہہ عطا فرماوے۔ اور پہر سمجہہ کے بعد اعمال کی توفیق دے۔

ایڈیٹوریل

عباد الرحمٰن

(نمبر ثانی)

ہم نے پچہلے نمبر میں عباد الرحمٰن کی صفت اول پر بحث شروع کی ہے اور وہ یہہ ہے **یمشون علی الارض ھوناً** واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً کسی حد تک اس آیتہ کے دقایق ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور آج ایک اور رنگ میں اُسے دکہانا چاہتے ہیں۔ یہہ آیتہ دو ٹکڑوں میں منقسم ہے یمشون علی الارض ھوناً۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ زمین پر آہستہ آہستہ چلنا کونسی خوبی اور کمال ہے۔ بلکہ یہہ تو ضعف اور کمزوری کا نشان ہے **ھوناً** کا لفظ ہی سُستی اور کمزوری کے خلاف ہی بابہ معنے اس آیتہ کا ترجمہ بہی یہہ کیا ہے کہ وہ زمین پر بُردباری اور وقار کی چال چلتے ہیں نہ تکبر اور سُستی کی۔

اصل یہہ ہے کہ تمام نیکیوں اور بلند پروازیوں کا چشمہ اس انکساری اور فروتنی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمین اُن تمام مصایب اور تکالیف کو جو زمیندار ہل چلا چلا کر اُسکے جگر کو پہاڑ کر پہنچاتا ہے برداشت نکرے تو وہ پہل لانیکے قابل نہیں ہوتی۔ پس یہہ ضروری امر ہے کہ اس شئے

پیشتر کہ وہاں ایک لہلہاتا ہوا سبز کھیت ہو۔ اُسے کھود اجاوے اور مختلف صدمات کا محل بنایا جاوے۔ ٹھیک اسی طرح پر اگر کوئی شخص رحمان کے سایۂ عاطفت میں آکر اُسکا مظہر ہونا چاہے تو اُسکو اپنے دل پر بڑے بڑے جبر و اکراہ برداشت کرنے پڑینگے لوگ ستائینگے مگر اُسے ضروری ہوگا کہ اُن کی تلخ باتوں کا خیال تک نہ لائے۔ غرض جہاں ایک طرف اس آیت میں عام اخلاق فاضلہ و آداب مناسبہ متعلق حرکت و نقل جمع کر کے لفظ ھونًا میں بھر دیئے ہیں دوسری طرف سالک راہ حقیقت کے لئے اسمیں ایک نشان فرسخ نظر آتا ہے۔

ایک اور بات بھی ہماری سمجھ میں آتی ہے کہ یمشون علی الارض ہونا سے یہہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہر فعل ایک تدریج اپنے اندر رکھتا ہے۔ زمین اور اسکی تمام عجائبات اور موجودات کو دیکھ لو۔ ہر ایک میں ایک تدریج کا سبق ملتا ہے۔ اور جب ہم اس رکوع کے اخیر پر نظر کرتے ہیں۔ یا یہہ کہو کہ عباد الرحمن کی صفات کو مطالعہ کرتے کرتے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیہا تحیۃ و سلاما تک پہنچتے ہیں تو یہہ راز اور بھی واضح طور پر جلی ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابدی تحیۃ اور سلامتی کو با صبروا کا نتیجہ بتلایا گیا ہے پس شتابکار اور جلد باز الٰہی فیضان سے ہاں رحمانیت کے عام فیض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ابدی سلامتی کو جو با صبروا کے نتیجے میں فرمایا ہے تو کیا وجہہ ہے کہ ہم اُس صبروا سے مراد و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما نہ لیں۔

الغرض عباد الرحمن کی پہلی صفت یہہ ہے کہ وہ ارض اللہ پر سکینت اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما اصل میں یمشون علی الارض ہونا کی ایک لطیف تفسیر ہے یعنے جب جاہل لوگ اُن سے دست و گریبان ہونا چاہتے ہیں تو ایسی چال چلتے ہیں کہ اُن کو تو شرارت سے روکتے ہیں۔ اور اسطرح پر اُس شرارت کے نتائج بد سے اُن کو محفوظ رکھتے ہیں اور آپ اُن کی شرارت سے بچتے ہیں۔ اسجگہہ اللہ تعالیٰ کو یہہ بھی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کہ عبد الرحمن کو بھی شفقت علی خلق اللہ کے مدارج کو طے کرنے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ وہ جہاں بدون خواہش و سوال کے مخلوق سے عام ہمدردی کرے۔ وہاں اُن کے لئے یہہ بھی ایک لازمی بات ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ رحمن ہو کر اُن لوگوں کو بھی اپنے اس فیضان سے جو اس صفت کا تقاضا ہے محروم نہیں رکھتا۔ جو اُسکی حضور بے ادبیاں اور شوخیاں کرتے ہیں۔ اور آیات اللہ کی تضحیک اور توہین اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح پر عبد الرحمن کے لئے لازم اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی شفقت عامہ اور ہمدردی بنی نوع انسان کو اُن لوگوں تک محدود نہ کرے جو اُسکے ثناخواں یا طرفدار ہوں۔ بلکہ عام طور پر ہو۔ اس تعلیم دینے سے یہہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبد الرحمن ایک وقت پا کر مکالمہ الٰہیہ کا شرف پانیوالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الرحمن علم القرآن۔ اسلئے اُسکے اخلاق کی درستی پہلے سے ہونی چاہئیے۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ وانک لعلی خلق عظیم۔

و اذا خاطبہم میں غور کرنے سے یہہ بھی پتا لگتا ہے کہ وہ بہجل اور بے ضرورت نہیں بولتے۔ جب جاہل اُنکو مخاطب کر لیتے ہیں ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل تعلیم کا اثر ظاہر کرنا بھی مقصود ہے۔ کون ہے جو عربوں کی جہالت شوکت اور ضد سے واقف نہیں۔ وہ نہ تھمنے والی قوم اپنی بات پر ہٹ کرنے والا اگروہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور تعلیم سے ایسا ہو گیا کہ اُن کی رفتار و گفتار میں شرارت کی چاٹ تک نہ رہی۔ ہاں عباد الرحمن کی پاک سوسائیٹی ایسا ہی بنا دیتی ہے۔

عباد الرحمن کی دوسری صفت } اسکے بعد دوسری صفت عباد الرحمن کی یہہ بیان فرمائی ہے والذین یبیتون لربھم سجدًا و قیاما۔ اور وہ وہ ہیں جو اپنے رب کے آگے سجدوں اور قیام میں راتیں گذار دیتے ہیں۔

یہاں ایک غور طلب امر یہہ ہے کہ پہلے کا لفظ ارشاد فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ توضیح بیان کر رہا ہے عباد الرحمن کی سبات یہہ ہے کہ جب انسان سے برتنے اور سلوک کا ذکر آیا تو رحمان کی صفت کو یاد دلایا ہے۔ اور جب خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنے کا ذکر فرمایا تو رب کا لفظ فرمایا ہے جو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جب تک ربوبیت تامہ کا اثر دل پر نہ ہو انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی ہے رحمانیت کی صفت ربوبیت کی صفت کے تحت میں کام کرتی ہے پس یہہ ضروری امر ہے کہ ہم رحمانیت کا فیضان اور پرتو حاصل کرنیکے لئے۔ ہاں! ایسا فیضان جو ہمارے دلوں سے اُٹھکر دوسروں کو فیض پہنچا سکے۔ پالنے کے لئے جب تک اللہ تعالیٰ کو ربوبیت تامہ سے متصف نہ مانینگے تو وہ رحمانیت کا فیض نہ ہم پا سکینگے۔ اور نہ کسی اور کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے اس ترتیب میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے لئے ربوبیت تامہ سے فیض پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان کی طبیعت اور قوا سے آرام پسند اور تنعم کے خواہشمند ہیں۔ اسلئے اگر پوری ہوشیاری اور استقلال سے کام لیا جاوے تو تباہ ہو جاویگا اندیشہ ہے کیونکہ ربوبیت کا تقاضا یہہ ہے کہ وہ کسی شے یا نتیجہ شے کو مکمل کر دے۔ اب اگر بد قسمت انسان سستی اور کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے تو اُسکا از کار رفتہ ہو جانا بھی ربوبیت ہی کا نتیجہ ہے جیسے بارش کا کام ہے کہ وہ مُردہ چیزوں میں ایک زندگی کی روح پھونک دیتی ہے اُسکے لئے یہہ لازم نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے درختوں ہی کو سرسبز اور شاداب کرے۔ بلکہ ہر ایک قسم کی جڑی بوٹی رنگ لاتی ہے۔ یہانتک کہ زمین کے نیچے کی دبے ہوئے مواد ردیہ اور فاسدہ بھی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عباد الرحمن اُس سستی اور تغافل سے بچنے کے لئے شب بیداری کرتے ہیں۔ اور اُنکی شب بیداری فاسقوں اور فاجروں کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تو راتوں کو جاگتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ کبھی وہ سجدات شکر بجا لاتے ہیں اور کبھی قیام میں کھڑے ہو ہو کر دُعائیں مانگتے ہیں۔

دنیا پر جب ظلمت اور تاریکی کا زمانہ آتا ہے اور سیہ کاری اور فسق کی رات چھا جاتی ہے۔ اُسوقت عباد الرحمن با وصفیکہ رات کی طرح عام ہوا سستی کی چلی ہوئی ہوتی ہے۔ آرام نہیں کرتے اور اپنے رب سے دُعائیں کرتے ہیں۔ رات کا کمال یہہ ہے کہ طلوع سورج کی بشارت دیتی ہے۔ اسیطرح سے اُن کی زاری نالی وہ وقت پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ ظلمت دُور ہو کر نور کا زمانہ آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ دنیا میں آکر اپنا فیض پہنچانے لگتا ہے

(باقی تیسرے نمبر میں)

ضروری یادداشت

ہم نے اس سے پیشتر بھی اپنے ناظرین اخبار کو توجہہ دلائی تھی کہ اخبار الحکم کے ساتھ حضرت اقدس جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت مہتمم۔ پروپرائیٹر یا ایڈیٹر کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اخبار کا مالک مہتمم اور ایڈیٹر خاکسار شیخ یعقوب علی ہے۔ اسلئے جملہ قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار و ترسیل زر چندہ وغیرہ ایڈیٹر اخبار الحکم کے نام سے ہونی چاہئیے۔ بعض احباب خطوط متعلقہ اخبار حضرت اقدس کے نام لکھتے ہیں۔ جس سے ایک تو اُنکے خطوط کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ دوسرے حضرت اقدس کے گرامی اوقات میں ہرج ہوتا ہے۔ لہٰذا

آیندہ کے لئے ہمیشہ اس امر کو ملحوظ رکھا جاوے کہ ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار ہمارے نام ہو اور زر چندہ اخبار کے لئے ہماری ہی دستخطی رسید مصدقہ ہوگی

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر
اخبار الحکم قادیان دار الامان

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء

اس میں شک نہیں کہ رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء کے انطباع اور اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہوگیا ہے مگر چونکہ رپورٹ مذکورہ میں معمولی اور عام باتیں نہیں جو دیگر معمولی جلسوں کی رپورٹوں میں ہوتی ہیں۔ بلکہ جیسا کہ یہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک بےنظیر اور افضلترین جلسہ ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ رپورٹ باوصفیکہ پورے ایک سال کے وقفہ سے شایع ہوتی ہے مگر ابھی تک بھی وہ گل نو کی طرح مشام روح کو معطر کر رہی ہے اور آیندہ کرتی رہیگی۔ اسلئے کہ اسمیں حضرت اقدس اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی وہ تقریریں درج ہیں جو لطایف اور حقایق قرآنی کا بےنظیر گلدستہ ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے پیشتر کبھی اس طرز پر سالانہ رپورٹ کے مرتب کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا۔ اسلئے بھی بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر باینہمہ مشکلات ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے یہ سالانہ تحفہ ایک بےنظیر تحفہ ہوگا۔ جو عنقریب ایک ہفتہ تک بالکل مکمل طیار ہو جائیگا۔ اس رپورٹ کے مکمل کرنے کی جرات ہم کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے دلائی تھی۔ اور صرف جرات ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اُنہوں نے ہر طرح سے اسکی اشاعت صحت میں مدد دی جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہم مندرجہ ذیل احباب کی امداد کے بھی شکرگذار ہیں جنہوں نے اُسکی اسقدر جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا جو اُن کے اسمائے گرامی کے محاذ میں درج ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے۔ اور عنداللہ ماجور ہونگے۔ اور ہمارے یہ معاونین جیسا کہ اُنہوں نے وعدہ فرمایا ہے۔ درمی امداد سے ہم کو شکرگذاری کا موقع دینگے۔ اُن احباب کے لئے ہم زیادہ شکرگذار ہیں جنہوں نے بطور اعانت پہلے ہی کچھ رقم بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی۔ اُنکی رقم بھی اُنکے اسمائے گرامی کے سامنے درج ہے۔ رپورٹ کے مضامین کی فہرست بھی ہم معاونین کے نام درج کرنے سے پہلے درج کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

(۱) انٹروڈکشن (حضرت اقدس کے مشن کے پچھلے سترہ سالوں پر مفصل ریویو) جسمیں آپ کی بےنظیر کامیابی نے نئی طرز پر آپ کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ اور ۱۸۹۷ء میں مشن کی مفصل رپورٹ)

(۲) حضرت اقدس کی پہلی اور دوسری تقریر

(۳) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی پہلی تقریر۔

(۴) عالیجناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کی دوسری تقریر

(۵) حضرت اقدس کی تیسری تقریر۔

(۶) عالیجناب مولانا مولوی نورالدین صاحب کی تقریر

(۷) مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب کا فارسی قصیدہ

(۸) مولوی قایم الدین صاحب بی۔ اے سیالکوٹی کا عربی قصیدہ

(۹) فہرست حاضرین جلسہ۔

اسمائے معاونین رپورٹ

(۱) جناب پیرزادہ قمرالدین صاحب افسر مال کوہاٹ۔ ۵۰ جلد (آٹھ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۲) معرفت منشی تاج دین صاحب جماعت لاہور ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰۰ جلد

(۳) عالیجناب مرزا خدابخش صاحب تحصیلدار مالیرکوٹلہ ۔ ۔ ۔ ۱۰۰ جلد

(۴) عالیجناب منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۰ جلد (پانچ روپے پیشگی دے چکے ہیں)

(۵) جماعت سیالکوٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵۰ جلد

(۶) جماعت کپورتھلہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۵ جلد

(۷) عالیجناب ماسٹر قادر بخش صاحب ٹیچر مشن سکول لودہیانہ ۔ ۔ ۔ ۵ جلد

(۸) عالیجناب خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب جموں ۔ ۔ ۔ ۱۰ جلد

(۹) عالیجناب چودہری رستم علی خان صاحب کورٹ انسپکٹر ۔ ۔ ۔ للعہ روپیہ کی جسقدر جلدیں آویں۔ (دو روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۱۰) عالیجناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ جلد

(۱۱) عالیجناب منشی نبی بخش صاحب کمپاؤنڈر شملہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۲۵ جلد

(۱۲) عالیجناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار درجہ اول نہر بلدی دوآب۔ امرتسر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵ جلد

(۱۳) عالیجناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار نہر کلانور ۔ ۔ ۔ چند جلد

رپورٹ ہذا ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء تک انشاءاللہ بالکل تیار ہو جاویگی۔ اور جلسہ میں معاونین کو دیجاویگی۔ جو صاحب چاہیں کہ جلسہ سے پہلے اُن کے نام طیار ہوتے ہی روانہ کردیجاوے تو وہ اطلاع دیدیں۔ قیمت رپورٹ کے متعلق ہم اگلے اشتہار میں فیصلہ کردینگے۔

الحکم کی نسبت قومی آواز

اور

ناظرین سے چند باتیں

الحکم کی ضرورت کو تو عام طور پر محسوس کیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی اسکے مضامین اور اُسکی خدمات کا اعتراف بھی ہمارے بالغ خرد ناظرین نے جس مسرت اور فراخدلی سے کیا ہے۔ وہ گو ہمارے لئے ایک سرمایۂ ناز ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ الحکم میں ابھی کسقدر اصلاحوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہے۔ اسکی ترتیب کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں وہ ہم بعض وجوہات سے پورا نہیں کرسکتے جنکے اظہار کے لئے ہم کسی مناسب موقع کے منتظر ہیں۔ جسقدر خطوط الحکم کے متعلق ناظرین کی شکرگذاری سے لبریز موصول ہوئے ہیں وہ محض اُنکی حسن ظنی ہے اور قدردانی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

ہم نے کچھ عرصہ پیشتر الحکم کی توسیع اشاعت اور بعض دیگر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ مگر چند ہی روز کی توجہ کے بعد اُن پر عدم توجہی کی شکایت ہمکو ناظرین سے کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ہم اسمیں اپنا ہی قصور سمجھ لیتے ہیں کہ شاید ابھی الحکم کی وہ حالت نہیں کہ وہ اپنی ضروریات اور ضرورت کی طرف ناظرین کو خودبخود متوجہ کرسکے۔ اسلئے ہمنے پھر تحریک نہیں کی۔ مگر بعض قدردانوں کے خطوط ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ہمپر توجہ دلائیں۔ اسلئے ہم سردست کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے۔ اور کسی مناسب موقعہ پر جبکہ سب احباب جمع ہوں۔ اس سوال کو اُٹھائینگے۔ فی الحال ہم اپنے کرمفرما کے خط کا ایک حصہ بغرض ملاحظہ ناظرین چھاپ دیتے ہیں۔ ناظرین اسپر توجہ فرماویں۔ اور اپنی اپنی رائے سے مطلع فرماویں وھوھذا

السلام علیکم! الحکم کوئی ایسا معمولی پرچہ نہیں ہے اور اُسکا مقصد سوداگری یا دوکانداری بھی عام اخباروں کی طرح نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایسے کمزور اور پتلے کاغذ پر شایع ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میری رائے میں آپ اس پرچہ کو اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر شایع کرنے کا احسن انتظام کریں۔ اور خوشخط کاتب پیدا کرکے عمدہ جلی قلم سے لکھائی کرنیکا بندوبست بھی ضروری ہے ماسوا اسکے جیسا کہ یہ پرچہ اپنی رنگت میں یگانہ ہے ویسا ہی یہ اپنی وضع قطع اور انتظام میں بھی یگانگی اختیار کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ گوہر بےبہا ایسی گدڑیوں میں دیکھکر مجھے حسرت آتی ہے۔ اس پرچہ کی بنیاد ایسی ہونی چاہیئے کہ ہم لوگ اسکو مجلد کرا کر اپنی آیندہ نسلوں کے واسطے تحفہ چھوڑ سکیں۔ اب بھی یہ مجلد ہو سکتا ہے مگر وہ شان و شوکت نہیں۔ تین روپے کے عوض آپ چھ روپے قیمت کر سکتے ہیں۔ مگر کاغذ اور چھپائی اعلےٰ درجہ کی ہو۔ اگر الحکم کے خریداروں کی طرف سے ڈبل قیمت دینے میں آپکو کسیطرح کا خیال یا ناامیدی ہے تو مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اسکی قدر نہیں کی اور وہ اس پرچہ کا منشا ہی نہیں سمجھے۔ اچھا آپ پرچہ میں چھاپ کر معلوم تو کریں کہ اس قسم کے خریدار کسقدر ہیں۔ اور اُن میں سب سے اول میں ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

شیخ عطاء محمد سب اوورسیر چھاونی میانمیر

ایڈیٹر:۔ ہماری مخدوم شیخصاحب کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکا اندازہ آپ کی خط ہی سے نہیں بلکہ اُس عملی حالت سے ملتا ہے جو آپنے الحکم کی امداد میں ظاہر کی۔ یعنے دو خریدار اپنی جیب خاص سے پیشگی قیمت مرحمت فرما کر دیئے۔ اور ہر ٹریکٹ سیریز کی ۵۰ کاپیاں خرید کر لینے کا ارشاد فرمایا۔ **جزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

ہم شیخصاحب کی مناسب اور ضروری تجاویز کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ الحکم ایسا ہی ہو جیسا کہ اُسکا نام الحکم ہے۔ ہمارے بعض احباب نے اور خود ہم نے الحکم کے متعلق بیشتر خوابیں دیکھی ہیں۔ ان پاک تحریکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے کہ الحکم ایک اعلیٰ درجہ کی شان سے اشاعت پذیر ہو۔ ہم اپنے قدردان ناظرین سے ناامید نہیں اُن کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکے اظہار کے لیے بانخود وہ کثیر التعداد خطوط موجود ہیں جو ہر روز چلے آتے ہیں۔ اور اگر ہم کو خودستائی کا خیال نہوتا تو اُن سب کو الحکم کی نسبت "قومی آواز" کے عنوان سے چھاپ دیتے۔ اگر شیخصاحب کی مندرجہ تجویز پر ہمارے احباب عمل کرینگے اور امید ہے کہ ضرور کرینگے۔ تو ہم شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے انشاءاللہ الحکم کو ایک نئی شان میں اشاعت دے سکینگے بہر لحظ ہم اپنے قدردانوں کی رائیوں کے منتظر ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ انشاءاللہ العزیز ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۸ء کا نمبر اُس نمونہ پر شایع کریں جو اس تجویز پر عمل ہونے کی صورت میں جنوری ۱۸۹۹ء سے ہم نکالنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۸ء کا پرچہ بفضلہ تعالےٰ قابل دید ہوگا۔

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیسنگ ڈویزن میں اہل اسلام سب آرڈنینس کا اتفاق

نمبر دوم

دوستو اجب ترا ایام بھلے آئینگے
وصل کی گھات ہمیں آپ ہی بتلا دینگے

پہلا کام جو اُن صاحب نے اپنے ڈویزن میں کیا۔ یہہ ہے کہ جب اُنہوں نے بعض سب آرڈینیٹ کو باوجود اہل اسلام ہونے کے ایک سخت درجہ نفاق اور بغض اور حسد اور کینہ۔ اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر کرنیکی خواہش میں مبتلا پایا۔ اور دیکھا کہ بعض اُنکے اس امر میں خوش ہیں کہ اپنی قوم کے ممبروں کو دست و پا بزنجیر دیکھیں۔ تو اُن کو قوم کی اس حالت پر سخت افسوس ہوا۔ اور اُنہوں نے اپنی محنتوں اور کوششوں سے اُن تمام کانٹوں کو کاٹا جو اتفاق کے راستہ اختیار کرنے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور با اختیار صاحبوں کو بتلایا کہ اُن اختیارات پر پہولنا نہ چاہیئے۔ تکبر کا سر نیچا ہوتا ہے۔ اور اُن کے بیانات اور اخلاق سے ایک قسم کی قومی ہمدردی کی روح اس ڈویزن میں پہونچ گئی۔ چنانچہ وہی اہل اسلام جو کہ آپسمیں سخت دشمن تھے۔ اب دوست اور بھائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ترقی اختیارات و عزت و مال کے خواہاں ہیں۔ ہمیں یہہ بہی معلوم ہوا ہے کہ یہہ صاحب اکثر سب اڈیٹوں کو شہر ممباسہ جانے سے روکتے ہیں۔ اس خیال پر کہ وہاں جاکر اکثر لوگ بعض ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اُن کے جسمانی و مالی نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

تو یہہ وہ اتفاق ہے جو اس ڈویزن کے اہل اسلام کو ایک نعمت الٰہی کے رنگ میں حاصل ہوا۔ اور جس ذریعے سے یہہ حاصل ہوا اُسکی قدر شناسی کے لئے ہمنے چاہا کہ یہہ مضمون لکہیں تا ہمارے قومی بھائی اس نعمت کا شکر ہر رنگ میں ظاہر کریں۔ اور یہی وہ دستگیری ہے کہ ایک بڑی نازک حالت میں ہمارے اہل وطنوں کے ساتھہ کی گئی۔ ورنہ قریب تہا کہ گذشتہ واقعات کی طرح بعض شخص ذلیل کیئے جاتے اور اُن کی عزت اور مال کو نقصان پہنچتا۔ اور یہی وہ سلسلہ جسمانیات کا ہے کہ جسکو عبرۃ کی نظر سے دیکھکر ہمارے قومی بھائیوں کو اللہ تعالےٰ کے لاتبدیل قانون کی طرف غور کرنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہم تعلیم یافتہ تھے اتفاق کے مضامین نظر سے گذرے ہوئے تھے۔ بلکہ اسکے لیکچر بہی مدرسوں میں دیئے تھے۔ مگر باوجود علم ہونے کے عملی حالت میں ہم اُسکی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ راہیں ہم پر نہیں کہلیں جن سے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے۔ بلکہ ہماری کوششوں نے ہمیں راہ سے بےراہ ڈالدیا اور ہم اتفاق کی جنت کی طرف جاتے جاتے راستہ بہول کر نفاق کے دوزخ کے کنارہ پر پہنچگئے۔ اور قریب تہا کہ اُسمیں گر کر جل جاتے۔ مگر ہماری دستگیری کی گئی۔ اور ہمارا ہاتھہ پکڑ کر نکالا گیا۔ پہر ہمارے قومی بہائی یہہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے انمیں سے اپنے خداداد علم اور عقل سے کام لے کر اپنے ارادوں کو بدلا اور محنت میں لگ گئے اُنہوں نے اُسکا پہل کہالیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ارادوں کو نہ بدلا جو اُن کے نفس میں بیٹھ گیا اُسی کے مقلد بنے رہے۔ وہ ابہی تک حسد کے دوزخ کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی بعض کرتوتوں کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہیں کہ باوجود بار بار بلانے کے ہرگز اُن کی طرف نظر نہیں کرتے چونکہ اس محکمہ میں ہمارے بعض احباب ایسے بہی ہیں جو ہمارے مکتب میں ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ اور بعض ہمارے اہل وطن میں جو شہر لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں کہ اُن کے اقارب ہمارے پیر و مرشد ملہم زمانہ غلام احمد قادیانی کے ساتھہ تعلق بیعت رکھتے ہیں۔ اسلئے ایک بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کے خیال نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنے قومی بھائیوں کو اُن انعام الٰہی سے خبر دیجائے جو اس زمانہ میں نازل ہو رہے ہیں۔ اور اُن کی فلسفی سمجھانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت مختلف طور سے اُن کے ہر حال و قال و معاملات میں عجیب عجیب تغیر پیدا کر رہی ہے۔ اور زمانہ اپنے سرد و گرم چکہا کر زبان حال سے اُنہیں اللہ تعالےٰ کا لاتبدیل قانون انسان کی نجات کے لئے بیان کر رہا ہے۔ یہہ دستگیری جو بہو قت اس محکمہ میں اہل اسلام کی کی گئی کیا وہ اُن کو یہہ سبق نہیں دیتی کہ اللہ تعالےٰ ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی نازک حالت دیکھکر اُن کی دستگیری کرتا ہے۔ اور جیسے کہ ایک قومی اتفاق نہونے سے قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ اور سختی اور تباہی کا مقابلہ آپڑتا ہے۔ اور جگہہ خالی پاکر ہر ایک مخالف حملہ کی کوشش کرتا ہے اسیطرح جب انسان شرارت اور ظلم اور فساد کے کام کرتا ہے تو اُسکے روحانی قوٰے منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور بے ایمانی اور دغابازی بخش وغیرہ جگہہ خالی پاکر اُسکے دل میں گہر کرتے جاتے ہیں جیسے خدا کا یہی قانون ہے کہ انسان کو اُسنے ترتیب دنیا کے لئے معلم اُستاد اور کاریگر بنائے۔ جو اُن کو اُن کے جسم کی حفاظت کے طریقے بتاتے ہیں۔ فاقہ اور بہوک کے عذاب سے بچنے کے لیے ہنر سکہلاتے ہیں تعلیم دیتے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے کے ذریعے بتلاتے ہیں۔ اسیطرح اُسنے روح کو صفات رذیلہ سے بچانے اور صفات محمودہ سے متصف ہونیکے لئے۔ اخلاق اعلیٰ کے حصول کے لئے ہر ایک قسم کے رنج و فکر سے نجات دیکر امن اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک سلسلہ روحانی معلموں کا بہی رکہا ہے جو رُوح کو ہر ایک صفت رذیل سے پاک کر کے اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے فیض پا سکے۔ اور چونکہ نجات کا امر بہت ہی نازک تہا اسلئے اُسکا سلسلہ اُسنے عام مخلوقات پر نہیں چہوڑا کہ جیسے دنیا میں کاریگر اور معلم ہر پیشہ اور ہنر کے خود بخود ہی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس سلسلۂ نجات کا وہ خود ضامن ہوا۔ اور جس کتاب کی اتباع پر نجات منحصر تہی اُسکی حفاظت اپنے ذمہ لی اور کہا **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** ۔ اور اپنے فیض خاص سے خود تعلیم دیکر وہ ہمیشہ اپنی طرف سے ایسے معلم ہر زمانہ میں بہیجا رہتا ہے جو لوگوں کو نجات کا طریق اور اُسکے حصول کا ڈہنگ بتلاتے رہتے ہیں۔